آفتاب پوٹھوار

چنبی والی سرکارؒ

تحقیق و تحریر: صاحبزادہ محبوب حسین نوشاہی سجادہ نشین دربار قادریہ نوشاہیہ سنگھوئی ضلع جہلم

اولیاء اللہ کے تذکرے اور ان کے حالات و واقعات راہ نجات کے لیے راہبر و راہنما ہیں۔ خدا کے ان مخلص نیک بندوں کی ساری زندگی اور زندگی کا ہر ایک واقعہ اسلامی تعلیمات کی سچی اور حقیقی تصویر ہے۔ ان بزرگوں نے انسان دوستی اور ہمدردی کی مدد سے دنیا کے دور دراز گوشوں میں اسلام کی شمع روشن کی۔ آج دنیا کے کسی خطے میں کوئی ایسی جگہ نہ ملے گی جو ان کے فیوض و برکات کے نور سے روشن نہ ہو اور ان کا یہ فیض جیسا کہ ان کی زندگی میں جاری و ساری تھا آج بھی جاری و ساری ہے۔ ان روحانی پیشواؤں کے حلقہ میں حضرت چنبی والی سرکارؒ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ چنبی والی سرکارؒ ایک ایسی ہستی کا نام ہے جو بظاہر عام انسانوں کی طرح گوشت پوست کی بنی تھی مگر اس کا دل عشق الٰہی اور محبت

رسول ﷺ کے مقدس جذبے کی سرمستی میں ڈوبا ہوا تھا جس نے عقائد و نظریات کی گرتی ہوئی ساکھ کو دوبارہ سنبھالا دیا بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے روشنی کی کرنیں بکھیر دیں یوں اس ہستی باکمال نے اپنی ذات گرامی کی بے مثال روحانیت سے معرفت کے ان گنت چراغ روشن کیے اور ہزاروں تاریک زندگیوں کو جلا بخشی۔

نام و نسب

آپ کا پیدائشی نام اکبر علی، عرف میاں صاحبزادہ، اور لقب چنبی والی سرکار ہے۔ روایت ہے کہ آپ شکل و صورت کے اعتبار سے بے حد خوبصورت تھے۔ والدین پیار سے میاں صاحبزادہ کہہ کر پکارتے تھے۔کثرت استعمال سے میاں صاحبزادہ آپ کا ایک نام بن گیا۔ بعد میں علاقہ پوٹھوہار میں چنبی والی سرکار کے نام سے مشہور ہوئے اور یہ نام اتنا مشہور ہوا کہ آپ کا پیدائشی نام اس میں چھپ کر رہ گیا۔ آپ اپنے دستخط صاحبزادہ اکبر علی کے نام سے کرتے تھے اور آپ کی مہر میں بھی یہی الفاظ کندہ ہیں۔

آپ کا شجرۂ نسب چھ واسطوں کے بعد حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ سے جا ملتا ہے۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کا شمار پنجاب کے ان جلیل القدر اولیاء میں ہوتا ہے جنہوں نے اشاعت اسلام کے سلسلے میں نمایاں کام کیا۔ علامہ اقبال کے فلسفہ کے استاد پروفیسر آرنلڈ نے اپنی مشہور کتاب پریچنگز آف اسلام میں لکھا ہے کہ پنجاب میں حاجی محمد نام کے ایک بزرگ گزرے ہیں جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ آپ کے ہاتھ پر دو لاکھ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔

مقام ولادت

آپ کی پیدائش موضع رنمل شریف ضلع گجرات میں ہوئی۔ یہ قصبہ گجرات شہر سے تقریباً ۲۸ میل کے فاصلے پر جنوب مغربی گوشے میں آباد ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کا مزار اسی قبصہ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کے سیرت نگار تاریخ پیدائش کے بارے میں بالکل خاموش ہیں تاہم اتنا یقینی ہے کہ ۱۸۲۰ء کے لگ بھگ زمانے میں پیدا ہوئے۔ روایت ہے کہ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو آپ کے تایا جان حضرت صاحبزادہ غلام حسین شاہؒ تشریف لائے تو ننھّے منّے بچے کو دیکھا جس کی پیشانی پر زمانے کا راہبر ہونا لکھا تھا۔ جوہری نے گوہر کو تلاش کر لیا۔ اپنے ننھے منے چھوٹے بھائی حضرت غلام حیدرؒ سے فرمایا "یہ بچہ میرا ہے میں نے اسے گود لیا"۔

تعلیم و تربیت

آپ نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ نسبتاً اور طریقتاً نوشاھی سلسلے کی حقیقی اور سچی روایات کا امین تھا۔ آپ کی تعلیم و تربیت جس گھر میں ہوئی وہ مرکزِ انوار و تجلیات تھا۔ آپ نے آنکھ کھولتے ہی ان تجلیوں کو دیکھا تھا جو عشق الٰہی اور محبت رسول ﷺ کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تھیں، چنانچہ جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ اور چار دن کی ہوئی تو علم پرور باپ نے رسم مکتب کی تقریب انجام دی اور حروف شناسی کے بعد قرآن شریف پڑھانا شروع کیا۔ آپ پیدائشی ذہین تھے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن پاک ختم کر لیا پھر دوسرے مروجہ علوم کی طرف توجہ دی اور ان میں مہارت حاصل کی۔ آپ نے کہاں تک تعلیم حاصل کی، اس بارے میں دو مختلف

روایات ملتی ہیں، ایک یہ کہ کتب درسیہ ختم ہونے کے قریب تھیں کہ آپ کے تایا جان نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا اور دوسری یہ کہ آپ نے درس نظامی کی تحصیل کی۔ بہرکیف آپ نے فراغ حاصل کیا یا فراغ کے قریب تعلیم ہوئی اس میں نہ بحث کی ضرورت ہے اور نہ ہمارا یہ منشا ہے۔

بیعت و خلافت

جب آپ جوان ہوئے اپنے تایا جان حضرت صاحبزادہ غلام حسین شاہؒ کے پاس سنگھوئی چلے آئے۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کے تایا جان ایک دین پرور اور معارف نواز بزرگ تھے، جو رنجیت سنگھ کے زمانے میں ہجرت کر کے سنگھوئی چلے آئے تھے۔ یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی اور سلسلہ رشد و ہدایت جاری کیا اور یہیں ۱۲۹۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار سنگھوئی میں ہی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

روایت ہے کہ حضرت چنبی والی سرکارؒ جس گاؤں میں آ کر سکونت پذیر ہوئے سب کے ساتھ محبت و خلوص اور بے تکلفی سے پیش آتے، بزرگوں کا بے حد احترام کرتے۔ اور سب کے دکھ درد میں برابر شریک ہوتے۔ اگر کسی کو رنج پہنچتا تو بے قرار ہو جاتے۔ گاؤں کے لوگوں کا بیان ہے کہ اتنا نیک سیرت، ہمدرد، غمگسار اور سب سے محبت کرنے والا انسان اب تک نہیں دیکھا۔

قصبہ سنگھوئی کا مختصر تاریخی پس منظر

سنگھوئی ایک تاریخی قصبہ ہے۔ یوں تو اسے تاریخ کے ہر دور میں کچھ نہ کچھ اہمیت حاصل رہی ہے لیکن حضرت چنبی والی سرکارؒ کا آستانہ ہونے کی وجہ سے اسے جو شہرت ملی وہ بے مثال و لازوال ہے۔ اس کے علاوہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ

کے ایک جلیل القدر خلیفہ حضرت شاہ فتح دیوان قلندرؒ کی نشست گاہ بھی اسی قصبے میں موجود ہے- حضرت قلندرؒ کئی مہینے اس قصبے میں قیام کرتے اور تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اپنے عقیدت مندوں کی روحانی تربیت کرتے- ان شواہد کی بناء پر یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی خصوصی توجہ اس قصبہ پر رہی ہے بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی روحانی نگاہ نے دیکھ لیا تھا کہ ڈیڑھ صدی بعد میری اولاد میں سے یہیں سے ایک چراغ روشن ہو گا جس کی روشنی دُور دُور تک پھیلے گی-

یہ قصبہ جہلم شہر سے جنوب مغربی گوشے میں تقریباً دس میل کے فاصلے پر دریائے جہلم کے دائیں کنارے آباد ہے- تاریخ جہلم (مطبوعہ 1880ء) میں ہے کہ قبل از عہد اسلام یہاں سونگھا قوم آباد تھی- ان کے پیشے کی نسبت اس بستی کا نام پہلے سنگھوئیاں تھا جو بعد میں مخفف ہو کر سنگھوئی رہ گیا- جہلم گزیٹر (1885ء و 1904ء) میں ہے کہ سنگھوئی کے پرانے کھنڈرات سے راجہ ونیکا دیوا کے عہد کے سکے ملے ہیں جو چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی میں دریائے اٹک و جہلم کے درمیانی علاقے کا حکمران تھا- رنجیت سنگھ کا ایک وزیر راجہ لال سنگھ اسی قصبے کا رہنے والا تھا- اس کے چچا زاد بھائی مصر امیر سنگھ اور مصر بھگوان داس عہد سکھاں میں اس علاقے کے حکمران تھے- برطانوی دور میں بھی اس قصبہ کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے- کرنل برسٹو کی زیر نگرانی ۱۸۷۰ء میں سڑک کے کنارے مسافروں کی سہولت کے لیے ایک سرائے بنائی گئی- ۱۸۵۸ء میں پرائمری مشن سکول کا اجراء ہوا جو ٹھیک ایک صدی کے بعد ہائی بنا دیا گیا- اس کے علاوہ گرلز ہائی سکول بھی موجود ہے- گکھڑ قوم کے بہت سے متمول گھرانے اس گاؤں میں آباد ہیں- ان کے علاوہ مختلف زمیندار اقوام، تجارت پیشہ اور مزدور لوگ بھی کثرت سے آباد ہیں-

یہ قصبہ ترقی کی رفتار کے اعتبار سے اچھی رونق پر ہے۔

زہد و ریاضت

عمِّ بزرگوار کی نورانی صحبتوں نے آپ کو کچھ ایسے رنگ میں رنگ دیا کہ آپؒ توحید و معرفت کی تکمیل کے لیے دن رات عبادت و ریاضت میں گزارنے لگے۔ جہاں تک آپؒ کی روح کی پرورش، ریاضت اور مجاہدات کا تعلق ہے اپنے وقت میں کوئی بزرگ اس میدان میں اس مقام تک نہیں پہنچا جہاں تک آپؒ کے قدم جا پہنچے۔ مختلف مقامات پر آپ کی چلہ گاہیں اس بات کا بین ثبوت ہیں۔ اور ان مقامات کی خاموشی اپنے اندر ایک عہد اور ایک تاریخ سمیٹے ہوئے ہے اور دیکھنے والوں کو ایک خاص پیغام دیتی ہے

"جہاں جہاں سے گزر کر گئے ہیں اہلِ نظر

وہ راستے، وہ شبستاں، وہ باغ جلتے ہیں"

چنانچہ یہ روایت متفق علیہ ہے کہ آپؒ نے ۳۶ برس عبادت و ریاضت میں گزارے اور اپنے نفس کو مشقتوں اور کلفتوں میں مبتلا رکھا حتیٰ کہ سلوک و معرفت کے تمام مراحل طے کر لیے تو حضرت مرشدؒ نے اجازتِ طریقت عنایت فرمائی اور سلسلے کی ذمہ داریاں سپرد کرتے ہوئے فرمایا، اے میرے بیٹے! جو نعمت و برکت اپنے آباء و اجداد کے وسیلے سے مجھے حاصل تھی اس تمام نعمت کو میں نے تجھے بخشا۔ مولانا نظام الدین "آئینہ اسرار" میں لکھتے ہیں {

ایسے ایہہ مقبول الٰہی ہوئے ولی یگانے

حضرت نوشہؒ والے آئے اس دے ہتھ خزانے

باراں برس عبادت ربدی کردے رہے وچ پانی

وانگ ابدالاں غوثاں قطباں پایا سرّ حقانی

[illegible] باراں ایہناں براں وچ گزرے

عاشق ہوئے مجنوں وانگوں رب دے یار پیارے

باراں برس آبادی اندر قلبی ذکر الٰہی

ملکاں اندر جاری ہویا ذکر اذکار نوشاہی

بائی خلیفیاں صوبیاں والے طالب خادم سارے

کردے رہے تعظیم مکمل آ کے اس دربارے

کئی ہزار کرامت ہوئی ظاہر اس ولی تھیں

پا جاندے او مطلب جیہڑے گزرن اس گلی تھیں

خاص اولاد جو ہاشم شاہ دی ہے ایہہ وچ سنگھوئی

کر تعظیم نظام بیچارے گل دسی جیویں ہوئی

تبلیغ و ہدایت

آپ نے تبلیغ کا مرکز خطہ پوٹھوار کو بنایا۔ ہر گاؤں اور ہر قصبہ میں تبلیغی دورے کیے۔

پھول جہاں بھی جاتا ہے مہکتا ہے جس جگہ سے بھی یہ مقدس قدم گزرے انوار الٰہی کی بارش ہونے لگی۔ اتباع سنت اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپؒ کے اخلاق کریمانہ اور نیکی بھلائی کی تعلیم نے عوام کی زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کیا۔ آپ کی زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب تھی۔ جو شخص آپؒ کی محفل میں بیٹھتا کچھ نہ کچھ حاصل کر کے اٹھتا۔ ان اوصاف و کمالات نے آپ کے عقیدت مندوں کی ایک بہت بڑی جماعت پیدا کر دی جس میں آپؒ کی زندگی سے لے کر اب تک برابر اضافہ ہوتا رہا۔ ہزاروں طالبان حق آپؒ کی توجہ سے صاحب ارشاد ہوئے۔ اہل علم کی بے حد عزت کرتے۔ بڑے بڑے علماء اور صوفیاء نے آپؒ سے استفادہ کیا اور اکثر علماء

آپؒ کی خدمت میں رہ کر درس و تدریس میں مشغول رہے جن میں مولانا عظمت اللہ، مولانا فیض اللہ، مولانا فضل حسین، مولانا نور عالم، مولانا شرف علی، مولانا سائیں محمد علی، مولانا سائیں پیر بخش اور مولانا مرزا طلا محمد پشاوری خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

لقب کی وجہ تسمیہ

خداوند کریم نے آپؒ کی زبان میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ جو بات کہتے، پوری ہو جاتی۔ آپؒ کے پاس ایک ابلق رنگ کی گھوڑی تھی جسے پنجابی میں چنبی کہتے ہیں۔ ہمیشہ اسی پر سفر کرتے۔ ایک دفعہ موضع دارا کیاں تحصیل گوجر خان میں قیام پذیر تھے وہاں سے رخصت ہونے لگے تو چوہدری محمد علی کی زوجہ مسماۃ بیگم بی بی نے گھوڑی کی لگام تھام لی اور نہایت عزت و احترام سے عرض کی کہ حضرت میری گود خالی ہے اور آپ خدا کے مقبول بندوں میں سے ہیں میرے حق میں دعا فرمائیے۔ آپ مقدر کا عذر فرما کر خاموش ہو گئے لیکن صادق الیقین بی بی نے دعا کے لیے پھر اپنا سوال دہرایا۔ بحرِ کرم نے جوش مارا گھوڑی سے نیچے اترے اور بارہ گاہ خداوندی میں سربسجود ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور گھوڑی سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے چنبی! تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ فی سبیل اللہ اس بی بی کو بخش دے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اسی وقت عورت کے آثارِ حمل ظاہر ہوئے اور بقیہ مدت گزرنے کے بعد اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ گھوڑی کی طرح تھا۔ سر سے لے کر کمر تک یال کا نشان تھا۔ آپ نے اس بچے کا نام خادم حسین رکھا بعد میں یہ شخص بیوی بچوں والا ہو کر فوت ہوا۔ اس کی ایک بہن دو برس ہوئے فوت ہوئی ہے۔ اس اظہر من الشمس کرامت کی وجہ سے پوٹھوار کے لوگ آپ کو چنبی والی سرکارؒ کے نام سے پکارنے لگے اور یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ آپ کا نام اس میں

چھپ کر رہ گیا- پوٹھوار کے بہت سے پنجابی شعراء نے اس واقعہ کو نظم کیا ہے-

بابا نور احمد اور سائیں محمد علی کی بیعت کا واقعہ

بابا نور احمد موضع گگڑ کا رہنے والا تھا یہ گاؤں تحصیل جہلم میں قلعہ رہتاس کے قریب و جوار میں واقع ہے- بابا نور احمد کا مزاج فطرتاً درویشانہ تھا- فقیروں کی صحبت پسند تھی چنانچہ ایک مجذوب درویش جو کالا گجراں میں رہتے تھے ان کے روحانی کمالات کا شہرہ سنا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوا، بیعت کے لیے عرض کی تو مجذوب درویش نے فرمایا تمہارا باطنی حصہ میرے پاس نہیں- نور احمد نے جواباً کہا کہ مجھے کیا خبر میری منزل کہاں ہے؟ آپ ہی منزل کا پتہ بتائیں- فقیر نے کہا تم سیدھے سنگھوئی چلے جاؤ جہاں نوشہ پیرؒ کی اولاد میں سے ایک کامل درویش رہتے ہیں- چنانچہ یہ اشارہ پاتے ہی وہ دوسرے دن حضرت چنبی والی سرکارؒ کی خدمت میں پیش ہو کر حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا- اس کے بعد وقتاً فوقتاً اپنے شیخ کی خدمت میں آتا جاتا رہا ایک دفعہ عرض کی کہ حضرت براہ کرم آپ میرے گھر تشریف لے چلیں تاکہ غریب خانے کے لیے خیر و برکت ہو- آپ نے اپنے مرید کا خلوص دیکھا تو فرمایا کل تمہارے ساتھ چلیں گے- دوسرے دن پیر و مرید چل پڑے اور عصر کے وقت گگڑ پہنچے اور رات وہیں قیام فرمایا- آپ کے روحانی کمالات کا شہرہ پہلے ہی دور دور تک تھا- قرب و جوار کے لوگوں کو جب آپ کی آمد کا پتہ چلا تو جوق در جوق آپ کی زیارت کے لیے آنے لگے- ایک قریبی گاؤں ڈھوک محکہ کے ایک کشمیری گھرانے کا ایک فرد جس کا نام محمد علی تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا- جونہی آپؒ کے سامنے ہوا، آپ کی روحانی کشش نے ایسا اثر دکھایا کہ بے تابانہ آپؒ کے قدموں میں گر پڑا اور تڑپنے لگا- آپ نے تسلی دیتے ہوئے اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور ایک نگاہ کیمیا اثر سے اس صادق الیقین مرید کے سینے کو نور عرفان سے

بھر دیا۔

مولانا شرف علی کی بیعت کا واقعہ

روایت ہے کہ آپؒ موہری برسال میں قیام پذیر تھے تو مولانا شرف علی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کل میرے غریب خانے جرموٹ تشریف لے چلیں۔ آپ نے مولانا کے خلوص اور ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے فرمایا آپ لنگر کا انتظام کریں۔ مولانا اٹھے اور سیدھے گھر پہنچے جب شام ہوئی تو چپکے سے ایک کدال لے کر چل پڑے اور وہ مشکل گھاٹی جو موہری برسال سے جرموٹ کلاں جاتے ہوئے رستے میں پڑتی تھی اسے درست کرنے میں لگ گئے۔ صبح چاشت کے وقت آئے اور ساتھ چلنے کو کہا۔ آپؒ اٹھے اور گھوڑی پر سوار ہوئے مولانا نے گھوڑی کی لگام پکڑی اور آگے آگے چل پڑے۔ جب اس چورستے پر پہنچے جہاں سے رستہ اس مشکل گھاٹی کی طرف جاتا تھا مولانا اسی طرف مڑے جو آدمی ساتھ تھے انہوں نے کہا اس رستہ پر اکیلا بندہ سیدھا نہیں چڑھ سکتا سرکارؒ کی گھوڑی کیسے چڑھے گی؟ مولانا دبی زبان میں بولے حضرت یہ رستہ نزدیک بھی ہے اور ٹھیک بھی۔ آپؒ نے فرمایا ہم مولانا کے مہمان ہیں جدھر سے چاہیں لے چلیں۔ جب اس گھاٹی پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ کشادہ گزرگاہ بنی ہوئی ہے۔ گھاٹی عبور کرنے کے بعد آپ ٹھہر گئے اور مولانا کی پرخلوص محنت دیکھ کر آپ کا جی بھر آیا تو فرمایا، شرف علی! تم نے میری گھوڑی کا راستہ صاف کیا ہے، میں نے تمہارا راستہ صاف کر دیا۔

پشاور کا سفر

ایک دفعہ آپؒ پشاور تشریف لے گئے آپ کا ایک مرید (جس کا نام محمد حسین تھا آپ اسے پیار سے میر حسین کہہ کر پکارتے تھے)، پشاور کے سفر میں آپ

کے ساتھ تھا، لکھتا ہے جب ہم پشاور پہنچے اور شہر سے باہر ایک قبرستان کے قریب قیام کیا- وہاں جس نے بھی آپ کو دیکھا آپ کی روحانیت سے بے حد متاثر ہوا رفتہ رفتہ یہ بات شہر کے قاضی اور فتویٰ نویس مولانا زین العابدین تک پہنچی تو وہ آپ سے ملنے آئے اور آپؒ کی شخصیت اور علمی گفتگو سے بے حد متاثر ہوئے اور عرض کی کہ حضرت میرے گھر تشریف لے چلیں چنانچہ آپؒ نے دعوت قبول کرلی- ہم مولانا کے گھر گئے جب کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے تو مولانا نے ایک فقہ کی کتاب نکالی اور اس میں سے ایک مسئلہ دریافت کیا- آپؒ نے فرمایا، مولانا! اسی کتاب کے فلاں صفحہ پر اس مسئلہ کا جواب موجود ہے- مولانا آپؒ کی ذہانت اور علمی مطالعہ سے ایسے متاثر ہوئے کہ اپنے بیٹے کو حضرت کا مرید کروایا- اسی سفر میں مرزا اطلا محمد کے والد میاں محمد عرف حاجی لمّا بھی مرید ہوئے-

مسجد بھائی خان کی دوبارہ تعمیر

یہ مسجد موضع بھائی خان میں جی ٹی روڈ کے کنارے واقع ہے عام روایت یہی ہے کہ اس مسجد کی تعمیر اکبر کے دور میں ہوئی- اس بات کی شہادت محسن علی خان جنجوعہ کی ایک درخواست سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ایک تنازعہ کے سلسلے میں ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کو دی تھی- اس مسجد کی سیڑھیاں مقامی برساتی نالے سے شروع ہو کر مسجد تک جاتی تھیں- برطانوی دور میں جب گرینڈ ٹرنک روڈ کے لیے سروے کیا گیا اور روڈ تعمیر ہوا تو ان سیڑھیوں کو کاٹ دیا گیا- یہ مسجد عہد سکھاں میں ویران ہو گئی- مقامی سکھ سرداروں نے زبردستی مسجد کو اپنے تصرف میں لے لیا اور اپنے گھوڑوں کا اصطبل بنا دیا- اس کی سابقہ دیواریں شکستہ ہو چکی تھیں- ایک دفعہ حضرت چنبی والی سرکارؒ اس گاؤں میں تشریف لے گئے- مسجد کو ویران دیکھ کر آپ کو بے حد دکھ ہوا- اپنے ایک مرید محسن علی خان کو فرمایا اس مسجد کو دوبارہ مرمت

کرو چنانچہ محسن علی نے اپنی وساطت سے مسجد کو از سرنو مرمت کیا- اور اس خانہ خدا کو پھر سے آباد کیا جو اب تک موجود ہے گاؤں کے سب لوگ مل کر اس مسجد کو بڑے خوبصورت انداز میں جدید طرز پر تعمیر کر رہے ہیں-

کشف و کرامات

کسی بزرگ ولی اللہ کی اصل کرامت اس کے تربیت یافتہ خلفاء ہوتے ہیں جن کی روحانی تربیت مکمل ہوتی ہے- ان سے مخلوق خدا فیض یاب ہوتی ہے اور صدقہ جاریہ کی طرح یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلاً چلتا رہتا ہے- آپؒ کی ذات گرامی سے بے شمار کشف و کرامات کا صدور رہوا- آپؒ کے خلفاء نے ان واقعات کو نظم بھی کیا ہے- اور نثر کی صورت میں بھی محفوظ ہیں- مولانا نظام الدین کی ایک قلمی کتاب سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے تقریباً یکصد ۱۰۰ کرامات کو نظم کیا ہے اس مختصر سے مضمون میں سب کا ذکر کرنے کی گنجائش نہیں تاہم ایک دو کا ذکر کر دینا مناسب ہو گا-

ایک ہندو کا مشرف بہ اسلام ہونا

موضع بھائی خان کا ایک ہندو جو کافی مالدار تھا اس کے ہاں اولاد نہ تھی- حضرت چنبی والی سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت! آپ کی بزرگی کا شہرہ دور دور تک ہے میرے حق میں دعا فرمائیے- سائل کی التجا سنتے ہی آپ مراقبہ میں چلے گئے کافی دیر کے بعد سر اٹھایا اور اس ہندو سے مخاطب ہو کر فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر ایمان لانے کے صدقے میں تمہیں چار فرزند عطا فرمائے گا- وہ ہندو مسلمان ہو گیا اور آپ کے فرمان کے مطابق یکے بعد دیگرے اس کے گھر چار بچے پیدا ہوئے مولانا نظام الدین نے بڑے خوبصورت الفاظ میں اس واقعہ کو نظم کیا ہے-

تنور میں گرتے ہوئے بچے کو بچانا

ایہہ اک راوی کرے روایت آیا راز پوشیدہ
اے پر گل ولی دی سن کے پکا کرو عقیدہ
جہلم ضلعے اندر اک پنڈ ہے نام اوہدا اڑیالہ
رستہ ایتھوں لنگھے بھائی خاص سنگھوئیاں والا
نام غلام حسین اک بندہ اُس جائی وچ رہندا
اوس دے گھر وچ ایہہ گل ہوئی آپ زبانوں کہندا
اک دن اس دے گھر وچ حضرت ستے چادر تانی
چند بندے وچ خدمت بیٹھے حکمت ویکھ ربانی
چادر وچوں حضرت صاحب بازو ننگا کیتا
چھنڈا مار شتابی بازو فیر سنبھال لیتا
فیر اٹھ بیٹھے اس بازو نوں ہتھ دوجے سنگ ملدے
ویکھ مرید ہوئے متعجب اٹھ خدمت وچ کھلدے
عرض کرن یا حضرت ایہہ کیہ بھیت ہویا سبحانی
داغ جلن دا بازو اتے ظاہر ہوئی نشانی
حضرت نے فرمایا ایہہ گل ہرگز پچھو ناہیں
ایہہ اک راز پوشیدہ ہویا واقف اسدا سائیں
خیر حقیقت مجلس ٹر گئی اک شخص سی رہیا
ہتھ بنھ فیر ولی نوں اس نے نال ادب دے کہیا
یا حضرت ایہہ بھید انوکھا مینوں کجھ سمجھاؤ
للہ بہر خدا دے مینوں ایہہ اج راز بتاؤ.

ضدی پئے کے پچھیا اس نے حضرت نے فرمایا
گجر خان تحصیلے اندر ہے اک قصبہ آیا
جنڈ نجارے اندر وسدی ہے اک مہر و مہری
ہے مرید اساڈی پکی دساں گل آخیری
مہری روٹیاں نال تنوروں اپنے ہتھیں لاہ کے
گئی اندر مڑ پتر ڈگا وچ تنورے جا کے
رونے دا آوازہ سن کے کہندی سائیں سائیں
پہنچیں چنبی والیا میرا بچہ اج بچائیں ....!
مدت منگ جنابوں اس دا بچہ اج بچایا
اوس تنوروں داغ ذرا اک بازو اتے آیا
بس خاموش رہو مت بولو راز پھرولو ناہیں
دیکھ نظاماں راز فقر دا پردا نہ اٹھائیں
ایہو جئی کرامت ولیاں لکھاں کر دکھایاں
دیکھ نظام تیرے تھیں اگے کیس کتاباں آیاں
پیر سنگھوئی والا سوہنا ہر اک وصفوں اعلیٰ
چنبی والا پیر نورانی اچیاں شاناں والا!
ہن تک ہے اوہ لڑکا زندہ ہے پر عمر پکیری
میں وی سن کے ڈٹھا جا کے سچی گل اخیری

علمی ذوق

آپؒ کو کتابوں سے خاص دلچسپی تھی۔ بہت سی کتابیں مختلف کاتبوں سے لکھوائیں جن میں فقر نامہ، انشائے خادمی، مکتوب الارشاد، مولفہ میر سید فتح اللہ

شیرازی، کنزالرحمت وغیرہ۔

ایک کاتب جس کا نام غلام علی تھا اس نے ایک کتاب گل بہار آپ کے واسطے نقل کی جس کے آخری صفحہ پر مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔

تمام شد کتاب "گل بہار" بوقت چاشت تحریر یافت بتاریخ ۱۳ شوال بدستخط غلام علی برائے صاجزادہ سجادہ نشین اولادو اخفاء حضرت نوشہ گنج بخشؒ تحریر یافت۔

سیرت عالیہ

حضرت چنبی والی سرکارؒ باطنی علوم کے ساتھ ہی ساتھ ظاہری علوم میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ آپ کا حلقہ ذکر و فکر بڑے بڑے عالموں، فاضلوں اور درویشوں کے لیے ایک درس گاہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ دقیق سے دقیق مسائل چند ساعتوں میں حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کی زندگی اسوۂ حسنہ کا مکمل نمونہ تھی۔ عبادت و ریاضت محبوب ترین مشغلہ تھا ہر لحظہ خدا کی یاد اور عشق رسول ﷺ میں مست رہتے۔ بارعب ہونے کے باوجود دل ریشم کی طرح نرم تھا۔ دوسروں کی تکلیف دیکھ کر بے چین ہو جاتے اور اسے رفع کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ سخاوت کا یہ عالم کہ کوئی سائل دروازے سے خالی نہیں لوٹا۔ طبیعت میں بے حد سادگی اور انکسار تھا۔ ہمیشہ کھدر کا لباس پہنتے کبھی دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر نہیں کھایا تمام عمر اختیاری فقر و فاقہ میں گزری۔ ظاہری اسباب اس حد تک کم تھے کہ تنگدستی کا گمان ہوتا تھا۔

طالبان معرفت کی ایک کثیر تعداد مرشد کامل کے حضور میں رہتی۔ قیام کا یہ انتظام تھا کہ اللہ کی زمین پر جہاں جگہ مل گئی گدڑی بچھالی۔ طعام کا بندوبست یہ تھا کہ لنگر میں جو کچھ آتا تقسیم کر دیا جاتا تمام عمر اپنے لیے کوئی مکان نہیں بنوایا اور نہ کوئی جائیداد زمین خریدی بلکہ تمام عمر ایک چھوٹی سی کٹیا میں گزار دی جس میں

آپ کے تایا جان رہتے تھے۔ غرض آپؒ کی ذات گرامی ان تمام اخلاق حمیدہ سے متصف تھی جو ایک کامل اور مکمل انسان کے لیے زیب ہے۔

ملفوظات و اقوال

مولانا عظمت اللہ سے روایت ہے کہ پند و نصائح کے سلسلے میں آپ کی چھوٹی چھوٹی باتیں بڑی کام کی ہوتی تھیں۔ مختصر اور سیدھے سادے جملوں میں بعض اوقات پوری کتاب کے مفہوم کو سمیٹ لیتے۔ جو کچھ بیان کرتے ہر شخص کی سمجھ میں آجاتا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ آپؒ نے سکھوں کا ہولناک دور اور مغلیہ سلطنت کے زوال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور نئی انگریزی تہذیب کے تباہ کن اثرات سے پوری طرح باخبر تھے۔ ایک دفعہ جدید تعلیم کے برے اثرات کے موضع پر گفتگو چل نکلی تو آپؒ نے فرمایا:

"جو چراغ بجھا دیا گیا ہے اسے پھر سے جلالو اور روشنی کرلو۔"

آپؒ نے اس مختصر اور معنی خیز جملے میں مسلمانوں کے عروج و زوال کی پوری تاریخ بیان کردی بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ قوم کے مخلص اور ہمدرد رہنماؤں کی یہی مثبت سوچ نظریہ پاکستان کی محرک بنی۔ ولایت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"ولی وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات و صفات کو پہچانے۔ ہمیشہ اطاعت رسول ﷺ) کرے، محرمات سے بچے اور لذتوں اور شہوتوں میں مشغول نہ ہو اور نجاستوں سے دور رہے۔"

مزید فرمایا "اولیاء اللہ کا وہ گروہ جو مخلوق کی رشد و ہدایت پر مقرر ہے اور دلوں کی اصلاح اور تربیت کا درس دیتے ہیں اور وہ خود بھی خدا کے قریب ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی قرب خداوندی سے ہمکنار کرتے ہیں، وہ اہل ارشاد

کہلاتے ہیں اور ان اہل ارشاد میں جو شخص اپنے زمانے میں اللہ تعالی کے نزدیک افضل ہوتا ہے وہ قطب ارشاد کہلاتا ہے۔"

فرمایا "توبہ کی چھ قسمیں ہیں، اول دل اور زبان سے توبہ کرنا، دوسری آنکھ کی، تیسری کان کی، چوتھی ہاتھ کی، پانچویں پاؤں کی اور چھٹی نفس کی۔"

توبہ کے متعلق یہ بھی فرمایا: "زمانے کے لحاظ سے توبہ کی تین قسمیں ہیں ماضی، حال، مستقبل۔ ماضی کی توبہ سے یہ مراد ہے کہ اپنے پچھلے گناہوں اور زیادتیوں کی تلافی کرے۔

حال کی توبہ یہ ہے کہ گناہوں سے ندامت ہو۔

مستقبل کی توبہ یہ ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے۔"

فرمایا۔ "اس بات کی کوشش کرو کہ مر کر زندہ ہو جاؤ۔"

وفات

آخر وہ وقت آگیا جب انسان نے دار البقاء کی طرف رحلت کرنا ہوتی ہے۔ مولانا عظمت اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ہمیشہ دو زانو بیٹھا کرتے تھے اس لیے بائیں پاؤں میں گٹے پڑ گئے تھے یہ گٹے عمر کے آخری حصے میں زخم کی صورت اختیار کر گئے اور زخموں کے ساتھ بخار بھی رہنے لگا۔ لیکن آپ ؒ کے معمول میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ ؒ کا ایمان تھا کہ اللہ تعالی کسی نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا لہذا آپ ؒ آخری دم تک نماز کھڑے ہو کر پڑھتے رہے۔ آخر اپنے رب کے پاس جانے کا وقت آگیا۔ ۱۳ مئی اتوار کا دن اور ۱۸۸۸ عیسوی تھا کہ آفتاب کے نمودار ہونے سے قبل جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔ جب آپ ؒ کے وصال کا علم ہوا تو لوگ جوق در جوق اس مرد کامل کی آخری زیارت کے لیے جمع ہونے لگے۔ ظہر کے وقت جنازہ پڑھا گیا اور پھر آپ ؒ کو اپنے شیخ طریقت ؒ کے پہلو میں امانتاً دفن کر دیا گیا۔

روضہ مبارک کی تعمیر

امام العارفین حضرت صاحبزادہ سلطان علی شاہؒ نے ۱۹۰۷ء میں آپؒ کا روضہ مبارک تعمیر کرایا اور آپؒ کے جسد مبارک کو روغہ میں منتقل کیا گیا- دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جب آپؒ کی پہلی لحد کو کھولا گیا تو آپؒ کا جسم مبارک بالکل صحیح سلامت تھا- چہرے سے نور ٹپکتا تھا- داڑھی مبارک میں پہلے غسل کے قطرے ابھی تک موجود تھے اور آپؒ کے جسم مبارک سے خوشبو آتی تھی بے شمار لوگوں نے آپ کی زیارت کی- حضرت بلھے شاہؒ نے سچ فرمایا تھا: "بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور"

حال ہی میں آپ کے مزار پر انوار پر سفید سنگ مرمر سے تزئین و آرائش کی گئی ہے۔

عرس مبارک

آپؒ کا عرس ۷/۶ہاڑ کو ہوتا ہے جس میں دور دور سے ارادت مند حاضر ہوتے ہیں اور اس نادر روزگار شخصیت کے حضور عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کرتے ہیں-

حضرت چنبی والی سرکارؒ کے خلفائے کرام

آپؒ کے خلفاء کی تعداد بہت ہے جن میں سے صرف چند ایک یہ ہیں-

(۱) حضرت صاحبزادہ سلطان علی شاہؒ - آپ کے خانوادے کے سجادہ نشین-

(۲) حضرت مولانا شرف علیؒ - آپ کا مزار جرموٹ میں ہے- ۱۴ہاڑ کو عرس ہوتا ہے-

(۳) حضرت مولانا محمد علیؒ - آپ کا مزار راولپنڈی نالہ لئی کے کنارے پر مرجع

خلائق ہے ۲۶ اکتوبر کو عرس ہوتا ہے۔

(۴) مولانا عظمت اللہؒ - آپ کی قبر دارا کیال میں ہے۔

(۵) مولانا فیض اللہؒ - آپ کی قبر حضرت شیخ محمدؒ کے مزار کے احاطے میں ہے۔ عرس ۲۷ جیٹھ کو ہوتا ہے۔

(۶) مولانا سائیں پیر بخشؒ ان کی قبر حضرت چنبی والی سرکارؒ کے روضہ مبارک کے احاطے میں ہے۔

(۷) مرزا طلا محمد پشاوریؒ ان کی قبر پشاور میں ہے۔

تبرکات

(۱) تسبیح، سرمبارک، پاجامہ مبارک، آپؒ کے قلمی چند خطوط، آپ کی چند قلمی کتابیں۔

(۲) آپ کے ایک مرید فتح محمد کے رشتہ داروں کے پاس آپ کی دستار مبارک چک ۱۰۷ جنوبی ضلع سرگودھا میں موجود ہے۔

(۳) آپؒ کے پاؤں کی ایک جوتی نور محمد مرحوم پشاوری کے گھر موجود ہے۔

(۴) آپ کا ایک گودڑی نما بستر، ایک چھوٹا سا تکیہ، ایک پلنگ، موضع دارا کیال تحصیل گوجر خان میں موجود ہے۔

معروف چلہ گاہیں

(۱) موضع واڑہ تحصیل جہلم (۲) موضع دارا کیال تحصیل گوجر خان (۳) موضع مل پور تحصیل گوجر خان (۴) موضع سچانی ضلع میرپور آزاد کشمیر (۵) موضع سمالیہ ضلع میرپور

یہ نغمہ فصل گلِ و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ